خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا احمد رضا خان اور مفتی نعیم الدین صاحب:

آخر میں ہم بریلویوں کے پیر و مرشد اور عالم مولانا احمد رضا خان اور مفتی نعیم الدین صاحب مراد آبادی کے اقوال پیش کر کے فیصلہ "ماہ طیبہ" اور اس کے ہم خیال احباب پر چھوڑتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کو بشر کہنے والے لوگ گرگ ہیں، تو ان بزرگوں کے متعلق آپ کیا کہیں گے؟

۱۔ "وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَيْهِمْ"۔

(پ ۱۳ سورہ نحل)

"اور ہم نے تجھ سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے"

اس کے حاشیہ نمبر ۱۴ پر بریلویوں کے سرخیل مفتی نعیم الدین لکھتے ہیں:

شانِ نزول:

یہ آیت مشرکینِ مکہ کے جواب میں نازل ہوئی جنہوں نے سیدِ عالم ﷺ کی نبوت کا اس طرح انکار کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے برتر ہے کہ وہ کسی بشر کو رسول بنائے۔ انہیں بتایا گیا کہ سنّتِ الٰہی اسی طرح جاری ہے کہ ہمیشہ اس نے انسانوں میں سے مردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا ہے"۔

۲۔ اَللّٰهُ يَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ"۔

(پ ۱۷ حج)

ترجمہ احمد رضا خان:

"اللہ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسول اور آدمیوں میں سے"۔

حاشیہ پر مفتی نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں:

"نمبر ۸ مثل جبرائیل و میکائیل وغیرہ نمبر ۹ مثل حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت سیّدِ عالم ﷺ"

شانِ نزول

"یہ آیت ان کفار کے رد میں نازل ہوئی جنھوں نے بشر کے رسول ہونے کا انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ بشر کیسے رسول ہو سکتا ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اللہ جسے چاہے اپنا رسول بنائے وہ انسانوں میں سے بھی رسول بناتا ہے اور ملائکہ میں سے بھی جسے چاہے"۔

۳ "فَقَالُوٓا اَبَشَرٌ یَّهۡدُوۡنَنَا فَکَفَرُوۡا۔"

(پ ۲۸ تغابن)

ترجمہ احمد رضا خان

"تو بولے کیا آدمی ہمیں راہ بتائیں گے تو کافر ہوئے"۔

حاشیہ نمبر ۹ اور ۱۰ پر مفتی نعیم الدین صاحب بریلوی لکھتے ہیں:

"یعنی انہوں نے بشر کے رسول ہونے کا انکار کیا اور یہ کمال بے عقلی اور نافہمی ہے۔ پھر بشر کا رسول ہونا تو نہ مانا اور پتھر کا خدا ہونا تسلیم کر لیا"۔

نبوت کا بیان

"اللہ تعالیٰ نے خلق کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے جن پاک بندوں کو اپنے احکام پہنچانے کے واسطے بھیجا ان کو نبی کہتے ہیں۔ انبیاء علیہ السلام وہ بشر ہیں جن کے پاس وحی آتی ہے"۔

(کتاب العقائد ص ۶ از مراد آبادی)

خدارا غور کرو!

خدارا کچھ تو سوچو کہ اگر آپ کے نزدیک حضور ﷺ کو بشر کہنے والے گرگ اور بھیڑیے ہیں تو پھر خود قرآن، حضورِ اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی 'کتبِ عقائد' ان صوفیاء اور ائمہ احناف اور دوسرے بزرگوں کے بارے میں کیا کہو گے؟ مولانا احمد رضا خان اور مفتی نعیم الدین کے بارے میں کیا ارشاد ہو گا؟

ڈرو!

اللہ سے ڈرو۔ اختلاف الگ چیز ہے لیکن زبان درازی اس طرح نہیں ہونی چاہئے کہ بزرگانِ دین اور کتاب اللہ اور احادیثِ رسول اللہ ﷺ کی بھی بے ادبی ہو۔

بشریت ابنِ آدم کے لئے تہمت اور الزام نہیں ہے' بلکہ ربانی خلعت ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ کو اس خلعت سے محروم کر کے آپ نے حضور ﷺ کی کوئی خدمت نہیں انجام دی۔

باقی رہے وہ اقوال' جو فاضل بزرگ نے اپنے رسالہ میں نقل کئے' وہ انتہائی غیر ذمہ دارانہ بیان ہیں۔ کیونکہ واقعہ کا تعلق حضور ﷺ سے ہے' اور اس کو بیان وہ لوگ کرتے ہیں جنہوں نے اس عہدِ مبارک کو نہیں پایا۔ آخر یہ بات کس نے ان کو بتائی؟ ایسی بات سند کے بغیر قطعاً حجت نہیں ہوسکتی۔ اس کے علاوہ عموماً یہ اقوال ان بزرگوں کے ہیں جن کی بزرگی تو مسلم ہے لیکن ان کی علمی احتیاط محلِّ نظر ہے۔ نبہانی صاحب تو وہ بزرگ ہیں جنہوں نے منگتے کی طرح اپنی کتابوں کے کشکول میں ہر الابلا جمع کر ڈالی ہے۔ ائمہ شوافع نے ان کی خوب قلعی کھولی ہے۔ یہی کیفیت شیخ عبدالحق دہلوی کی ہے۔ سیوطی کی طرح آپ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے اپنی انتہائی بے احتیاطی کی وجہ سے شیعہ دوستوں اور دوسرے مذاہب کے لئے عجیب و غریب مواد مہیا کر دیا ہے۔ ملا معین کاشفی کی معارج النبوت بھی سبحان اللہ ہی ہے۔ بس دعاء کرو کہ ان کتابوں سے دشمنانِ دین بے خبر رہیں' ورنہ لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ سیرۃ النبی ﷺ میں اس کو غیر معتبر کتابوں کی صف میں رکھا گیا ہے۔ بہرحال ان کی ذاتی شخصیت کے پورے احترام کے باوجود ان کی بہت سی غیر ذمہ دارانہ کتابوں کی مضرت سے پوری ملتِ اسلامیہ کو کافی نقصان پہنچا ہے۔ عوامی دلچسپی کی کہانیوں کی ان میں اتنی بھرمار ہے کہ خدا کی پناہ۔ اگر آپ غیر معتبر کتابوں کی کچھ مختصر سی فہرست کا مطالعہ کرنا چاہتے ہوں تو سیرۃ النبی جلد سوم میں مشہور عام دلائل و معجزات کی روایتی حیثیت کا بیان از ص ۷۴۳ تا ص ۷۷۷ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ یہ حصہ الگ رسالہ کی شکل میں بھی گوجرانوالہ سے شائع ہوگیا ہے۔ اس کا نام ہے "غیر ثابت معجزاتِ نبویہؐ تحقیق وتنقید کی روشنی میں" اسلامی دارالمطالعہ گوجرانوالہ سے ملتا ہے۔ بہرحال ہمارے حضورِ اکرم ﷺ سے متعلق جو بات کہی

جائے، اس کی سند ضرور بیان کی جائے۔ سند کے بغیر اتمامِ حجت کے دعوے بچوں والی باتیں ہیں۔ اگر کوئی شخص حضور ﷺ کے بارے میں کوئی بات کہتا ہے تو دیکھا جائے کہ وہ حضور ﷺ کے زمانہ میں تھا یا نہیں؟ نہیں تھا تو اس کو یہ بات کس نے بتائی ہے؟ اگر اس کا التزام نہ کیا جائے تو آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ حضور ﷺ کے بارے میں اتنا غیر ذمہ دارانہ پلندہ تیار ہوجائے جس کی وجہ سے حضور ﷺ کو پہچاننا ہی مشکل ہوجائے۔

نورانیوں کا بشری لباس میں آنا

مولانا موصوف نے چند ایسی آیات پیش کی ہیں، جن سے پتہ چلتا ہے کہ بعض اوقات بعض فرشتے بشری لباس میں تشریف لائے۔ مثلاً حضرت مریم علیہ السلام کے ذکر میں کہ جبرائیلِ امین ؑ ان کے سامنے ایک آدمی کی شکل میں آکھڑے ہوئے (سورۃ مریم پارہ نمبر ۱۶) اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس چند فرشتے مہمان بن کر آئے (سورۃ ذاریات پارہ نمبر ۲۶) پھر سورۃ عنکبوت میں حضرت لوط علیہ السلام کے ذکر میں چند فرشتوں کے بشری لباس میں مہمان بن کر آنے کا بیان ہے۔ اسی طرح ایک موضوع اور ناقابلِ اعتبار روایت بیان فرمائی ہے، جس میں بچپن میں حضور ﷺ کا چاند سے باتیں کرنے کا ذکر ہے۔ بہتر تو یہی تھا کہ اس کے تفصیلی جواب کے بجائے ہم مولانا موصوف کی خدمت میں یہ کہہ کر رخصت ہوجاتے کہ ع

کیا یہی شاہکار ہے تیرے ہنر کا ؟

کیونکہ ایک عقل مند آدمی کے لئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے، تاہم عوامی ضرورت کے پیشِ نظر اس پر مختصر سی روشنی ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

وقتی طور پر یا ہمیشہ کے لئے؟

ہمیں اس سے انکار نہیں کہ کوئی بھی نورانی مخلوق کبھی بھی بشری لباس میں نہیں آئی۔ اصل بات یہ ہے کہ کیا حضور ﷺ بھی اسی نورانی مخلوق سے تعلق رکھتے تھے جو بشری لباس میں آئی، یا نہیں؟ قرآن و حدیث کے ذخیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کا ایک لفظ بھی نہیں ملتا جس سے یہ مترشح ہوتا ہو کہ آپ ﷺ بشری لباس میں آئے۔ جیسا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سلسلہ میں آیا ہے

"فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا"۔

"وہ اس کے سامنے بشری روپ میں کھڑا ہو گیا"۔

اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کے ذکر میں خود انہوں نے واضح کر دیا ہے کہ وہ انسان نہیں فرشتے ہیں' لیکن یہاں الٹا کفار کی حیرت و استعجاب کے باوجود یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ:

"اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ"۔

"میں تمہارے ہی جیسا بشر ہوں"۔

"انما" عربی میں حصر کے لئے آتا ہے۔ اس کے معنی میں دوسرے ہر احتمال کی نفی ہوتی ہے۔ گویا کہ کہا یہ گیا ہے کہ میں اور کچھ نہیں' صرف تمہاری طرح بشر ہوں اگر آپ ﷺ اور بھی کچھ ہوتے تو اس کے لئے "انما" کا استعمال مناسب نہ ہوتا۔

بشری لباس کی نفی

دوسرے ایک مقام پر ایک ضابطہ اور اصول قائم کر کے اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا کہ تمہیں تو اس امر پر حیرت ہوتی ہے کہ بشر کیوں رسول بن کر آئے؟ ہم کہتے ہیں کہ اگر ہم فرشتوں کو بھیجتے تو بھی ان کو بشری لباس میں بھیجتے۔ کیونکہ بشر کے پاس بھیجنا تھا:

"وَقَالُوْا لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَیْهِ مَلَكٌ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِیَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا یُنْظَرُوْنَ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَیْهِمْ مَّا یَلْبِسُوْنَ"۔

(پ ۷ الانعام)

"اور کہتے ہیں کیوں نہ اترا اس پر کوئی فرشتہ؟ اور اگر ہم فرشتہ اتار دیں تو فیصل ہو چکے کام' پھر ان کو فرصت نہ ملے۔ اور اگر ہم رسول کرتے کوئی فرشتہ' تو وہ بھی صورت میں ایک مرد کرتے اور ان پر شبہ ڈالتے وہی شبہ جو لاتے ہیں"۔

مقصد یہ ہے کہ فرشتہ اصلی صورت میں آئے تو یہ اس کے متحمل نہیں ہو سکیں گے۔ اگر فرشتہ کو بصورتِ بشر بھیج دیں' تاکہ اس سے لوگ سیکھ سکیں' تو پھر ان کا وہی اعتراض عود کر آئے گا جو اَب کرتے ہیں کہ بشر کیسے رسول ہو گیا' مطلب یہ نکلا کہ کوئی نبی بھی "نوری" نہیں آیا۔ سب بشر ہی تشریف لائے ہیں۔ ورنہ حق تعالیٰ کے اس کلام کے کوئی معنی نہیں رہتے کہ اگر بشر کے بجائے نوری کو صورتِ بشری میں بھیجتے تو بھی ان کا وہ اعتراض بدستور رہتا۔

پس جب نوری کو بشری لباس میں بھیجا اور ان کا اعتراض بدستور رہا' تو پھر اصلی بشر کے بجائے نوری کو بشری لباس میں بھیجنے سے کیا فائدہ؟ اس لئے بشر کے پاس اصل بشر کو ہی بھیجا۔

رسول کی بشریت پر کفار کا اعتراض:

سورۃ بنی اسرائیل میں اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ تفصیل آئی ہے' فرمایا:

"وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا۔"

(پ ۱۵ سورۃ بنی اسرآئیل)

"اور جب لوگوں کے پاس ہدایت آچکی تو ان کو ایمان لانے سے اس کے سوا اور کوئی بات مانع نہ ہوئی کہ لگے کہنے' کیا اللہ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا ہے (اے پیغمبر ﷺ) آپ ان سے کہہ دیں کہ زمین میں اگر فرشتے بستے ہوتے کہ (روئے زمین پر) اطمینان سے چلتے پھرتے تو ہم فرشتے ہی کو آسمان سے پیغمبر بنا کر ان کے پاس بھیجتے"۔

اس آیت نے یہ بات صاف کردی ہے کہ زمین پر نہ نوری مخلوق بستی ہے' نہ نوری رسول کی یہاں ضرورت ہے۔ اگر نوری مخلوق آباد ہوتی تو پھر رسول بھی نوری ہی آتا۔ لازماً اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خاکی انسان کے پاس خاکی انسان ہی کو آنا چاہیے' اور آیا۔ قرآنِ حکیم کے تبصروں سے یہ بات صاف ہوجاتی ہے کہ پیغمبروں کا اس جنس سے ہونا ضروری ہے جس کی طرف ان کو بھیجا جاتا ہے۔ ورنہ ان کی راہنمائی کے کوئی معنی نہیں رہیں گے۔ وہ بشر سے کہیں گے کہ یہ کرو وہ نہ کرو! تو لوگ اس کے جواب میں آسانی سے یہ کہہ سکیں گے کہ تم نوری' ہم خاکی' اس لئے تمہیں بڑی باتیں آتی ہیں۔ اگر ہم جیسے ہوتے تو پھر آپ کو دیکھتے کہ یہ باتیں کیسے کرتے ہو؟ آخر اس بات کا اس کے پاس کیا جواب ہوتا؟ ویسے بھی بشری نفسیات کو بشر ہی سمجھ سکتا ہے یا اس کا خالق' تیسرا کیا جانے؟ بہرحال قرآنِ کریم نے یہ بات صاف کردی ہے کہ اللہ کا یہ قانون کہ:

"جو جنس ہوتی ہے' ویسا ہی اس کے پاس رسول بھیجا جاتا ہے" حضور ﷺ کے بارے میں بھی

بالکل صحیح ہے کہ حضور ﷺ بھی ابنائے جنس میں سے تھے۔ چنانچہ فرمایا:

"ھُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ"۔

(سورۃ جمعہ پارہ ۲۸)

"وہ (اللہ ہی تو ہے) جس نے انہی لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بنا کر بھیجا"۔

دوسرے مقام پر "مِنْھُمْ" کے بجائے "مِنْ اَنْفُسِکُمْ" آیا ہے:

"لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ"۔

(سورۃ توبۃ پ ۱۱)

"تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول ﷺ آئے"۔

"مِنْھُمْ" یا "مِنْ اَنْفُسِکُمْ" سے مراد انسان اور بالخصوص عرب اور اہلِ مکہ مدینہ تھے۔ اب یہ فیصلہ آپ ہی کر سکتے ہیں کہ یہ لوگ بشر تھے۔ یا نور؟ حضور ﷺ اپنی جنس کی طرف مبعوث ہوئے تھے یا ناجنس کی طرف؟ اور اللہ کا اپنا یہ اصول کہ:

"ہم لوگوں کے پاس ان کی اپنی جنس سے رسول بھیجتے ہیں"۔

یہاں قائم رہا یا ٹوٹ گیا؟ اور اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے بھی یہ اعلان کرایا کہ:

"کہہ دیجئے! میں صرف بشر ہوں۔" کیا آپ ﷺ کا یہ اعلان حقیقت پر مبنی ہے یا العیاذ باللہ نفاق پر؟

حق تعالیٰ نفاق سے پاک ہے:

یہ ایک حقیقت ہے کہ حق تعالیٰ نفاق سے پاک ہے۔ اللہ کے نزدیک منافقت کفر سے بھی بدتر ہے۔ اس لئے ہمارے نزدیک یہ لوگ رب پر ناجائز تہمت لگاتے ہیں کہ آپ ﷺ حقیقتِ بشری سے پاک ہیں، مگر لوگوں کو اندھیرے میں رکھنے کے لئے بشری لباس میں ان کو بھیجتے ہیں۔ اور محض لوگوں سے چھپانے کے لئے حضور ﷺ سے بھی رب تعالیٰ ان کی اپنی اصلیت کے خلاف اعلان کراتے ہیں۔

کفار کی ضد توڑی ہوتی:

کفار اس بات پر اڑے رہے کہ وہ پیغمبر ہی کیا، جو ایک بشر ہو؟ مگر اللہ میاں ہیں

کہ ان کو یہ اطمینان نہیں دلاتے کہ "تسلی رکھئے کہ یہ محض تمہارے استفادہ کے لئے ان کو بشری لباس دیا ہے' ورنہ یہ نورانی مخلوق ہے!۔ فرشتے نہیں' بلکہ فرشتوں سے بھی اونچی نورانی مخلوق ہے!" لیکن یہاں اس کے برعکس ہوتا یہ ہے کہ جس بات سے وہ چڑتے ہیں' وہی ان کے منہ پر دے مارتے ہیں کہ ہاں میاں! یہ بشر ہی ہیں۔ اگر تم نورانی ہوتے تو ہم تمہارے پاس نورانی ہی بھیجتے۔ اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر تم کو ان کے بشر ہونے سے نہیں چڑنا چاہیئے' کیونکہ وہ بشر ہو کر نوریوں سے بازی لے گئے ہیں۔ کمال یہ ہے' وہ نہیں ہے ...

کفار چڑ کر کہتے ہیں کہ وہ تو کھاتے پیتے ہیں۔ اس پر کہنا چاہیئے تھا کہ وہ محض تمہیں دکھانے کے لئے ایسا کرتے ہیں' ورنہ ان سے منزہ ہیں۔ لیکن الٹا ڈنکے کی چوٹ یہ اعلان ہوتا ہے کہ:

"وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ۔"

"ہم نے آپ سے پہلے نہیں بھیجے رسول' مگر وہ بھی طعام کھاتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے"۔

یعنی حق تعالیٰ ان کی ضد اور کج روی کو ختم نہیں فرماتے' بلکہ ان کو چڑانے کے لئے ان کے خلاف اعلان فرماتے ہیں گویا کہ العیاذ باللہ رب تعالیٰ خود اپنے بندوں کی راہ مارتے ہیں۔ پھر تو ہم یہی کہیں گے کہ رب تعالیٰ نے ہزار چھپایا' مگر کفار نے آخر پا ہی لیا کہ وہ بشر نہیں تھے نور تھے۔

جب آنحضور ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے جارہے تھے تو راستہ میں ایک قریشی ملا۔ اس نے پوچھا' تم کون ہو؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا نام بتایا۔ اس نے کہا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "رجل یھدینی" یعنی "ایک مرد ہے' جو میری رہنمائی کرتا جارہا ہے"۔ اس سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ بشر کے دو نوع میں' یعنی مرد اور عورت میں سے' مرد تھے۔

سب انبیاء علیہ السلام کا اعتراف بشریت:

"قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ" (سورۃ ابراہیم)

"ان (کفار) سے ان کے رسولوں نے کہا کہ ہم تو بشر ہی ہیں ' جیسے تم!
لیکن اللہ احسان کرتا ہے اپنے بندوں سے جس پر چاہے"۔

کفار نے اپنے انبیاء علیہم السلام سے کہا کہ:

"إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا" (سورۃ ابراہیم)

"تم تو صرف ہم جیسے بشر ہو"

اوپر کی آیت میں ان کے اس اعتراض کا جواب ہے۔ اس سخت ٹکر اور اعتراض کے موقعہ پر انبیاء علیہم السلام کا یہ اعتراف کہ واقعی یہ صحیح ہے ' "ہم بشر ہیں" نہایت معنی خیز ہے! کیا انبیاء علیہم السلام نے جھوٹ بولا ؟ کیا کفار کا یہ اعتراض تھا کہ تم ہماری طرح بشری لباس میں ہو؟ ہرگز نہیں ! مثل سے مراد جنسِ بشریت ہے۔

اگر یوں گذری تو پھر نوری ہونے کا فائدہ؟

باقی رہا نوریوں کا کبھی بشری لباس میں آنا' سو یہ ہو سکتا ہے -- لیکن یہ کبھی نہیں ہوا کہ لحظہ بھر کی بجائے وہ تا آخر بشری لباس میں رہے ہوں! پھر ایسا نوری جو آباؤ اجداد کی پشت میں رہا' پھر بشر ہی پیدا ہوا' پھر بشر ہی جوان ہوا' پھر شادی بھی کی' بچے بھی ہوئے' دکھ سکھ سے بھی گذرا' بشر ہی رسول ہوا' بشر ہی جیا' بشر ہی وصال پایا اور بشری لباس ہی میں قبر میں اتارا گیا' کیا ایسا ممکن ہے ؟ --- خدارا کچھ تو ہوش کرو کہ اگر وہ نور تھے تو یہ سارا چکر بشری لباس میں کیوں گذرا؟ اگر بشری لباس میں ہی ساری گذری تو اس کے نوری ہونے سے کیا فائدہ؟ بہرحال تاریخ اور وحی الٰہی کا سارا ریکارڈ اس قسم کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مولانا موصوف کے پاس اس کا کوئی صدری ثبوت ہو۔

فرشتے آتے ہیں لحظہ بھر ٹھہر کر چل دیتے ہیں اور ساتھ ہی اس کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ یہ بشر نہیں تھے' فرشتے تھے۔ یہاں ساری عمر بشری لباس میں گذار دی اور کبھی یہ نہ فرمایا کہ میرے بشری لباس سے مغالطہ میں نہ پڑ جانا' میں تو نور ہوں نورا!۔ اگر اس کی وکالت آپ

کے سپرد کر گئے ہیں تو پھر یہ اور بات ہے۔

بشریت اعزاز ہے ننگ نہیں:

دنیا نے اپنے کردار کے گھناؤنے پن کا نام "بشر" تصور کر لیا ہے۔ حالانکہ کردار عوارض میں سے ہے، ماہیت نہیں ہے۔ اللہ کے نزدیک بشریت ایک ایسی حقیقت کا نام ہے کہ اس کے سامنے نوری مخلوق کو گھٹنے ٹیکنے کا حکم دیا، اس کی تخلیق کے لئے خاص اہتمام فرمایا، زمین و آسمان اور مافیہا کو اس کی نازبرداری کا حکم دیا، اس کو اپنی خلافت کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کا اہل بتایا۔ اور ساتھ ہی یہ اعلان کر دیا کہ:

"وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ"۔

"ہم نے اولادِ آدم کو معزز بنایا"۔

"وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا"۔

"اور ہم نے انکو اپنی بہت سی مخلوق پر خاص فضیلت اور برتری دی"۔

اگر بشریت کی توانائیوں اور معنوی انوار کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو آپ اس کو کتاب و سنت کے مضراب سے چھیڑ کر دیکھیں، ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ اس کی حقیقتِ بشری کے سامنے تجلیات و انوار کس قدر بے بس اور دم بخود نظر آتے ہیں۔

مولانا! بشریت، حق تعالیٰ کا قابلِ رشک انعام ہے، آپ نے اس کو ناحق تہمت تصور کر لیا ہے۔ آپ کو حق تعالیٰ اپنی تخلیق کا شاہکار بتاتا ہے، مگر آپ ہیں کہ رب تعالیٰ کو لقمے دینے لگ گئے ہیں۔ کہ نہیں اے اللہ! آپ بھولتے ہیں، ہم تو سراپا ننگ ہیں، اعزاز نہیں ہیں۔ غور فرمائیے! یہ آپ کی کس قدر ستم ظریفی ہے کہ آپ کو رب تعالیٰ کے اعلان پر اطمینان نہیں ہوتا اور آپ اس حد تک احساسِ کمتری میں مبتلا ہیں کہ آپ کو حق تعالیٰ جتنا اوپر کو اٹھاتے ہیں، اتنا ہی آپ نیچے کو گرتے ہیں۔ وہ آپ سے فرماتا ہے، "تم بہت اچھی شے ہو!"

آپ کہتے ہیں:

"یہ درست ہے مگر مجھے اطمینان نہیں ہوتا۔" فرمائیے! آپ کی ان کمزوریوں اور احساسِ کمتری کا کیا علاج؟

آیاتِ قرآنیہ:

حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام نے دعاء کی تھی، الٰہی! انہی میں سے رسول ﷺ مبعوث فرما:

"رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ" (سورۃ بقرۃ)

"چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا، اور ہمیں اپنا یہ کرم اور احسان جتلایا ہے کہ اس نے ہماری جنس سے ہماری طرف رسول بھیجا:

"لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ"

"مومنوں پر اللہ نے یہ احسان کیا کہ انہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا"۔

رسول آیا، اوپر انہیں، ہم میں سے! جو ہماری نفسیات اور مسائل کو سمجھتا ہے۔ یہ واقعی اس کا کرم ہے۔ اگر وہ حقیقتِ بشری سے خالی ہے تو وہ ہم میں سے کیسے ہوئے اور پھر ہم پر احسان کیا ہوا؟

آپ بھی اور وہ بھی

"وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ" (سورۃ انبیاء)

"ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کے لئے ہمیشہ رہنا نہیں تجویز کیا۔ پھر اگر آپ وصال پا گئے تو کیا وہ ہمیشہ رہیں گے؟"

چونکہ آپ ﷺ بھی بشر ہیں، اس لئے آپ ﷺ کا وصال ہوگیا تو وہ بھی نہیں رہیں گے !تو پھر فکر کا ہے کی؟ گویا آپ ﷺ کی بشریت مسلمہ حقیقت ہے، ورنہ اس کے لئے یہ انداز مقامِ عزیمت کے منافی تھا!

تعجب کیوں؟

"أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا أَنْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ رَجُلٍ مِّنْهُمْ"

"ان لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ان میں سے ایک مرد کے پاس ہم نے وحی بھیج دی"۔

دوسرے مقام پر آیا ہے:

"أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنكُمْ" (سورۃ الاعراف)

رجل مرد کو کہتے ہیں- یہ آپ ہی غور فرمائیں کہ مرد بشر ہے' یا صرف بشری لباس؟

میں بھی تم جیسا بشر ہوں:

"قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى اِلَىَّ" (کہف)

"آپ ﷺ کہہ دیں میں بھی ایک بشر ہوں جیسے تم"۔

حضور ﷺ اگر خود فرماتے تو شاید آپ کہتے تواضع کے طور پر ایسا کہا- لیکن یہاں تو حق تعالیٰ ان کو حکم دیتے ہیں کہ آپ ﷺ حقیقتِ بشری کا اعلان کریں اور "یوحیٰ الیّ" کہہ کر وہ وجہ امتیاز بھی بتلادی جس کی وجہ سے آپ دوسرے انسانوں سے ممتاز ہوگئے ہیں' وہ "وحی رسالت" ہے- مواہبِ لدنیہ' جس کی مولانا نے بہت رٹ لگا رکھی ہے' میں "اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ" کے تحت لکھا ہے:

"انّہٗ بشر مّثلھم وانّما امتیاز علیھم بالوحی"۔ (مواہب ص ۵۳۲)

" آپ ﷺ ان جیسے بشر ہیں' صرف وحی کے ذریعے وہ ان سے ممتاز ہیں"۔

یہ وحی رسالت جہاں بھی پائی جائے گی' وہاں ہی وہ حاملِ رسالت کو اپنے ابنائے جنس سے ممتاز کر دے گی- لیکن اس طرح نہیں کہ حقیقتِ بشری معدوم ہوجاتی ہے' بلکہ یہ اس کی ایک عام حیثیت میں ایک خاص رنگ کا اضافہ ہوگیا ہے- سبحان اللہ !

"قُلْ سُبْحَانَ رَبِّىْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا" (بنی اسرائیل)

"کہہ دیجئے' سبحان اللہ ! میں تمہارے جیسا ہی بشر رسول ہوں"۔

خدارا ہٹ دھرمی اچھی بات نہیں ہوتی' قرآنِ کریم کا اسلوبِ بیان ملاحظہ فرمائیے کہ کیا کہتا ہے اور کس کس موقعہ پر کہتا ہے ؟ اس کے باوجود آپ ﷺ کی بشریت آپ کو سمجھ نہ آئے تو ہمیں افسوس ہے کہ ہم اپنی بات آپ کو سمجھا نہیں سکے- !

سب انبیاء مرد تھے:

"وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا" (سورۃ الانبیاء)

"ہم نے آپ ﷺ سے پہلے مرد ہی رسول مبعوث کئے"۔

الغرض قرآنِ کریم نے حضور ﷺ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کی بشریت کی جس طرح تصریح کی ہے' وہ آپ کی ان تاویلوں صرف "بشری لباس" میں آنے پر اعتراض تھا یا حقیقت

بشری پر؟ ظاہر ہے کہ اگر وہ یہ تصور کرتے کہ انبیاء علیہ السلام صرف بشری لباس میں ہیں' اصل کچھ اور ہیں۔ تو وہ اوہام پرست قومیں ماننا تو کجا' ان کے پاؤں پر گر کر ان کو سجدے کرتیں۔ پھر کیا انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی ان کو جان بوجھ کر اندھیرے میں رکھا؟ کفار کو جس بشریت پر اعتراض تھا' اسی بشریت کا انبیاء علیہم السلام نے اعتراف کیا' اور اسی کی قرآنِ کریم نے تصدیق کی۔ اب یہ آپ ہی بتائیں کہ کفار کو کونسی بشریت پر اعتراض تھا "لباسِ بشریت" پر یا "حقیقتِ بشری" پر؟ تفسیر خازن میں سورہ نحل میں لکھتے ہیں:

"والمعنٰی انّ عادۃ اللّٰہ جاریہ من اوّل مبداء الخلق انہ لم یبعث الّا رسولا من البشر فھٰذہٖ عادۃ مستمرۃ سنۃ جاریۃ قدیمۃ"۔

خلاصہ یہ کہ شروع سے ہی اللہ کی یہ عادت ہے کہ بشر کے بغیر اس نے کوئی رسول نہیں بھیجا' یہ اللہ رب العزت کی مستمرہ عادتِ قدیمہ ہے۔

"وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا" کے تحت میں ہے کہ:

"والمعنٰی لم تجعلھم ملٰئکۃ بل جعلنا ھم بشرا"۔

ہم نے "ان (رسولوں) کو فرشتہ نہیں بنایا تھا' بلکہ ان کو بشر ہی بنایا تھا"۔ (جاری ہے)

انعامی تقریری مقابلہ

گذشتہ دنوں جامعہ علوم اثریہ میں اہلحدیث یوتھ فورس کا ماہانہ اجلاس زیرِ صدارت جناب علامہ محمد مدنی منعقد ہوا' جس میں گذشتہ کارکردگی کا جائزہ لیا گیا اور آئندہ کے لئے پروگرام ترتیب دیا گیا۔۔۔۔ اسی نشست میں کارکنانِ یوتھ فورس کے درمیان "حقوقِ والدین" کے موضوع پر انعامی تقریری مقابلہ بھی ہوا۔ مقررین نے بڑے سلجھے ہوئے انداز میں مدلل و موثر تقاریر کیں' جنہیں بے حد سراہا گیا۔ آخر میں علامہ محمد مدنی نے صدارتی خطبہ دیا اور آئندہ تقریری مقابلہ کے لئے "فضائلِ قربانی" کا عنوان تجویز کیا۔ آپ نے جناب عمران صادق صاحب سابق سیکرٹری جنرل اہلحدیث یوتھ فورس کے امریکہ چلے جانے کی وجہ سے ان کی جگہ جناب عامر سلیم صاحب کے سیکرٹری جنرل مقرر ہونے کا اعلان بھی فرمایا' جو کہ ایک تعلیم یافتہ' متدیّن اور بڑے متحرک و فعال کارکن ہیں ۔۔۔ مولانا محمد صبیح الدین صاحب کے اختتامی کلمات اور دعائے خیر پر یہ اجلاس